فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۷۹)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: زنا کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: دنیا کے تمام مذاہب میں زنا ناپسندیدہ اور ناجائز عمل رہا ہے۔ اسلام نے اس کی قباحت وشناعت کو بھی بیان کیا اور اس تک پہنچنے والے تمام راستوں کو مسدود کر دیا۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَاءَ سَبِيلًا﴾ (بني إسرائيل: ۳۲)

''زنا کے قریب بھی مت پھٹکو، کہ یہ فحاشی ہے اور برا راستہ ہے۔''

قرآن مجید نے اسے فاحشہ اور خبائث سے تعبیر کیا ہے۔ فاحشہ اس چیز کو کہتے ہیں جو اپنی حد سے گزر جائے۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَّأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾ (الأعراف: ۳۳)

''کہہ دیجئے کہ میرے رب نے ظاہری و باطنی بے حیائی کو حرام قرار دیا ہے، اسی طرح گناہ اور ناحق زیادتی کو حرام قرار دیا ہے، میرے رب نے اس بات

کو بھی حرام قرار دیا ہے کہ تم اس کے ساتھ شرک کرنے لگو، جس پر کوئی دلیل نازل نہیں ہوئی ہے، اور اللہ کے بارے میں ایسی باتیں کہنے لگو جن کا تمہیں علم تک نہیں ہے۔''

زنا ناحق اور ناجائز طریقہ ہے، اس لئے باطل ہے اور فحاشی ہے۔ شیطان تم کو فحاشی کی طرف ہی بلاتا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾(البقرة : ١٦٩)

''وہ تم کو برائی، بے حیائی اور اللہ پر جھوٹ باندھنے کا حکم دیتا ہے۔''

❁ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَزْنُوا . ''زنا مت کرو۔''

(صحيح البخاري : 18، صحيح مسلم : 1709)

سوال: زنا کی سزا کیا ہے؟

جواب: شادی شدہ زانی کی حد رجم ہے اور کنوارے زانی کی حد ایک سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے۔ یہ سزا مرد اور عورت دونوں کے لیے ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ .

''بچہ اس کا ہے، جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زانی کو پتھروں سے رجم کیا جائے گا۔''

(صحيح البخاري : 2053، صحيح مسلم : 1457)

❁ علامہ ملا علی قاری صاحب (۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں:

اَلْحَدِيثُ صَحِيحٌ مَّشْهُورٌ كَادَ أَنْ يَّكُونَ مُتَوَاتِرًا .

''یہ حدیث صحیح و مشہور ہے اور درجہ تواتر کے قریب ہے۔''

(شرح مسند أبي حنيفة : 55/1)

❁ علامہ مناوی رحمہ اللہ (۱۰۳۱ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ مُتَوَاتِرٌ . ''یہ حدیث متواتر ہے۔''

(التيسير بشرح الجامع الصّغير : 487/2)

❁ علامہ زرقانی رحمہ اللہ (۱۱۲۲ھ) نے بھی ''متواتر'' کہا ہے۔

(شرح الزرقاني : 313/5)

❁ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن ایک عورت کو رجم کیا اور فرمایا:

قَدْ رَجَمْتُهَا بِسُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق رجم کر دیا۔''

(صحيح البخاري : 6812)

❁ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

مَنْ كَفَرَ بِالرَّجْمِ فَقَدْ كَفَرَ بِالْقُرْآنِ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ قَوْلُ : ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَ كُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ﴾(المائدة : 15) فَكَانَ الرَّجْمُ مِمَّا أَخْفُوا .

''جو رجم کا انکار کرتا ہے، وہ قرآن کا انکار کرتا ہے، کیونکہ وہ اس قول خدا کو نہیں مانتا:﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَ كُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا

كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ﴾ ''اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا رسول آیا ہے، جو تمہیں بہت سی ایسی چیزیں بیان کرتا ہے، جو تم نے کتاب (تورات وانجیل) میں سے چھپا رکھی ہیں۔'' رجم بھی ان احکام میں سے ہے، جو اہل کتاب نے چھپا رکھے تھے۔''

(السنن الكبرىٰ للنسائي : 7124، وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام ابن حبان رحمہ اللہ (۴۴۳۰) نے صحیح، امام حاکم رحمہ اللہ (۳۵۹/۴) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا۔''

(صحيح البخاري : 6840، صحيح مسلم : 1702)

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يَطُولَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ، حَتّٰى يَقُولَ قَائِلٌ : لَا نَجِدُ الرَّجْمَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ، فَيَضِلُّوا بِتَرْكِ فَرِيضَةٍ أَنْزَلَهَا اللّٰهُ، أَلَا وَإِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنٰى وَقَدْ أَحْصَنَ، إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ، أَوْ كَانَ الْحَبَلُ أَوِ الِاعْتِرَافُ، قَالَ سُفْيَانُ : كَذَا حَفِظْتُ أَلَا وَقَدْ رَجَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهٗ .

''مجھے ڈر ہے کہ زمانہ گزر جائے، یہاں تک کہ لوگ کہنے لگیں: ہم رجم کی حد قرآن میں نہیں پاتے، تو وہ اللہ کا ایک فریضہ چھوڑنے کے جرم میں گمراہ ہو

جائیں، خبردار! شادی شدہ زانی کو رجم کرنا حق ہے، جب دلیل قائم ہو جائے، یا وہ خود اعتراف کر لے یا حمل ٹھہر جائے، سفیان کہتے ہیں کہ میں نے یہ الفاظ بھی حفظ کیے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے رجم کیا اور آپ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا۔''

(صحيح البخاري : 6829، صحيح مسلم : 1691)

اس کے علاوہ بھی کئی دلائل ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ شادی شدہ زانی اور زانیہ کی حد ''رجم'' ہے۔

سوال: بھڑ کو تلف کرنے کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: بھڑ کو تلف کرنا جائز ہے، حالت احرام میں بھی بھڑ کو مارا جا سکتا ہے۔ البتہ کسی بھی جاندار شے کو جلا کر تلف کرنا جائز نہیں، آگ کا عذاب دینا صرف خالق کا کام ہے۔

❁ سوید بن غفلہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَمَرَنَا عُمَرُ بِقَتْلِ الْحَيَّةِ، وَالزُّنْبُورِ وَنَحْنُ مُحْرِمُونَ .

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہمیں حالت احرام میں سانپ اور بھڑ کو مارنے کا حکم دیا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 14838، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: زندیق کا کیا حکم ہے؟

جواب: زندیق کا معاملہ مرتد سے زیادہ سنگین ہے۔ اس کی سزا قتل ہے، اسے زمین پر رہنے کا حق نہیں، مگر اس فریضہ کی انجام دہی ریاست اسلامیہ کے ذمہ ہے، ہر کسی کو قانون پر ہاتھ ڈالنے کی اجازت نہیں، یہ فساد فی الارض ہے۔

سوال: کیا زیتون کی پیداوار پر عشر ہے؟

(جواب): ہمارے مطابق چھ اشیاء کے علاوہ کسی چیز پر عشر نہیں۔لہٰذا زیتون کی پیداوار پر عشر نہیں۔

(سوال): سائبہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

(جواب): کفار اپنے بتوں کے نام پر مختلف قسم کے جانور چھوڑتے تھے،جن کے الگ الگ نام مقرر کیے ہوئے تھے۔

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَّلَا سَائِبَةٍ وَّلَا وَصِيلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ﴾

(المائدۃ : ۱۰۳)

''اللہ تعالیٰ نے بحیرہ،سائبہ،وصیلہ اور حام مقرر نہیں کیے، بلکہ کافر اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتے ہیں اور ان میں سے اکثر لوگ عقل نہیں رکھتے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کے نام منسوب جانوروں کی شرعی حیثیت کی نفی کی ہے۔کفار یہ کہتے تھے کہ یہ جانور اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ طریقے کے مطابق منسوب کیے جاتے ہیں۔معلوم ہوا کہ غیر اللہ کے نام پر جانور چھوڑنا کفار کا طرز عمل تھا۔

(سوال): ''سب وشتم'' کسے کہتے ہیں؟

(جواب): ''سب'' کے معنی برا بھلا کہنے کے ہیں۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ الْكَلَامُ الَّذِي يُقْصَدُ بِهِ الْاِنْتِقَاصُ وَالْاِسْتِخْفَافُ وَهُوَ مَا يُفْهَمُ مِنَ السَّبِّ بِعُقُولِ النَّاسِ عَلَى اخْتِلَافِ اعْتِقَادَاتِهِمْ،

كَاللَّعْنِ وَالتَّقْبِيحِ، وَنَحْوِهِمَا .

''«سَب» سے مراد ایسا کلام ہے، جس سے کسی کی شان میں (ادنیٰ) تنقیص واستخفاف مقصود ہو۔ اس کا مفہوم لوگوں کے اعتقادات کے لحاظ سے مختلف ہو گا، مثلاً کسی کو لعین یا قبیح وغیرہ قرار دینا۔''

(الصّارم المسلول علی شاتم الرّسول ص561)

واضح رہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کو قبیح گالیاں نہیں دیتے تھے۔ جن صحابہ سے ''سب'' کا لفظ آیا ہے، اس سے اجتہاد میں خطا کار قرار دینا، ان کی رائے سے اختلاف رکھنا یا ان کے معاملہ کو غلط قرار دینا، مراد ہے۔

سب وشتم کا ہر جگہ ایک معنیٰ نہیں ہوتا، کسی کو برا بھلا کہنا بھی «سَب» ہے، مثلاً:

① عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

أَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ . ''آئیں اور کفار مکہ کو برا بھلا کہنے لگیں۔''

(صحيح البخاري : 520، صحيح مسلم : ١٧٩٤)

❀ صحیح مسلم کے الفاظ ہیں:

ثُمَّ أَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَشْتِمُهُمْ . ''آئیں اور انہیں برا بھلا کہنے لگیں۔''

② سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ بَيْنَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، وَبَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ شَيْءٌ، فَسَبَّهُ خَالِدٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا تَسُبُّوا أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِي، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَوْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ

ذَهَبًا، مَّا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهٗ.

''سیدنا خالد بن ولید اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کے درمیان تنازع ہوا، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کو نامناسب جملہ کہہ دیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے کسی صحابی پر طعن و تشنیع مت کریں، آپ احد پہاڑ جتنا سونا خرچ کریں اور وہ مٹھی بھر جو خرچ کریں، اجر ان کا زیادہ ہوگا۔''

(صحيح البخاري: 3673 و صحيح مسلم: 2541، واللّفظ لهٗ)

③ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دَخَلَ عَلٰى أُمِّ السَّائِبِ أَوْ أُمِّ الْمُسَيِّبِ فَقَالَ: مَا لَكِ يَا أُمَّ السَّائِبِ أَوْ يَا أُمَّ الْمُسَيِّبِ تُزَفْزِفِينَ؟ قَالَتِ: الْحُمّٰى، لَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيهَا، فَقَال: لَا تَسُبِّي الْحُمّٰى، فَإِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ، كَمَا يُذْهِبُ الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام سائب یا ام مسیّب رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے اور فرمایا: ام سائب یا ام مسیّب! کانپ کیوں رہی ہیں؟ کہنے لگی: بخار ہے، اللہ اسے غارت کرے۔ فرمایا: بخار کو برا نہ کہیے، یہ تو انسان کے گناہوں کو یوں ختم کر دیتا ہے، جیسے بھٹی لوہے کے زنگ کو ختم کر دیتی ہے۔''

(صحيح مسلم: 2575)

سوال: درندوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: درندوں کا گوشت حرام ہے۔ درندہ اس جانور کو کہتے ہیں، جس کی کچلیاں ہوں اور وہ ان دانتوں سے شکار کرتا ہو، اسی طرح وہ پرندے بھی اس میں شامل ہیں، جو

پنجوں سے شکار کرتے ہیں۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَعَنْ كُلِّ ذِي مِخْلَبٍ مِّنَ الطَّيْرِ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کچلی (نوکیلے دانت) والے درندے اور ہر پنجے (سے شکار کرنے) والے پرندے سے منع کیا ہے۔''

(صحیح مسلم : 1934)

(سوال): ''سترہ'' کا کیا حکم ہے؟

(جواب): نماز پڑھنے والے کا اپنے آگے ''سترہ'' رکھنا مستحب سنت ہے۔

(سوال): سجدہ شکر کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

(جواب): مصیبت کے ٹل جانے، بیماری سے شفا حاصل ہونے، خوش خبری کے ملنے یا بڑی نعمت کے نصیب ہونے پر سجدہ شکر کرنا مشروع و مستحب ہے۔

❁ سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، جو کہ غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے اور اس بنا پر ان سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے تھے، وہ بیان کرتے ہیں:

سَمِعْتُ صَوْتَ صَارِخٍ، أَوْفٰى عَلٰى جَبَلِ سَلْعٍ، بِأَعْلٰى صَوْتِهٖ : يَا كَعْبُ ابْنَ مَالِكٍ ! أَبْشِرْ، قَالَ : فَخَرَرْتُ سَاجِدًا، وَعَرَفْتُ أَنْ قَدْ جَاءَ فَرَجٌ، وَآذَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا، حِينَ صَلّٰى صَلَاةَ الفَجْرِ، فَذَهَبَ النَّاسُ

يُبَشِّرُونَنَا .

''میں نے جبلِ سلع پر چڑھ کر منادی کرنے والے شخص کو سنا، وہ بلند آواز سے کہہ رہا تھا: اے کعب بن مالک! خوش ہو جاؤ (کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول کر لی ہے)۔ میں سجدۂ (شکر) میں گر گیا اور مجھے معلوم ہو گیا کہ خوش حالی آ گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھ کر اعلان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ قبول کر لی ہے۔ پھر لوگ ہمیں خوش خبری دینے کے لیے آنے لگے۔''

(صحيح البخاري : 4418، صحيح مسلم : 2769)

❁ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ، رسولِ اکرم ﷺ کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ كَانَ إِذَا جَاءَهٗ أَمْرُ سُرُورٍ، أَوْ بُشِّرَ بِهٖ، خَرَّ سَاجِدًا، شَاكِرًا لِلّٰهِ .

''بلاشبہ جب آپ ﷺ کے پاس کوئی خوشی والا معاملہ آتا یا آپ کو خوش خبری دی جاتی، تو آپ ﷺ اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدے میں گر جاتے۔''

(سنن أبي داوٗد : 2774، سنن الترمذي : 1578، وقال : حسنٌ، سنن ابن ماجه : 1394، وسندهٗ حسنٌ)

❁ امام ترمذی رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

اَلْعَمَلُ عَلٰى هٰذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ، رَأَوْا سَجْدَةَ الشُّكْرِ .

''اکثر اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے۔ وہ سجدۂ شکر کو مشروع سمجھتے ہیں۔''

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سورت ص میں سجدہ کیا اور فرمایا:

سَجَدَهَا دَاوٗدُ تَوْبَةً، وَنَسْجُدُهَا شُكْرًا .

''داود علیہ السلام نے اس میں توبہ کرتے ہوئے سجدہ کیا اور ہم سجدہ شکر بجالاتے ہیں۔''

(سنن النّسائي : 957، وسندهٗ حسنٌ)

❁ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنِّي لَقِيتُ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَبَشَّرَنِي، وَقَالَ : إِنَّ رَبَّكَ يَقُولُ : مَنْ صَلّٰى عَلَيْكَ صَلَّيْتُ عَلَيْهِ، وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَسَجَدْتُ لِلّٰهِ شُكْرًا .

''جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھے خوش خبری سنائی، آپ کا رب فرماتا ہے: جو آپ پہ درود پڑھے گا میں اس پہ رحمت کروں گا، جو آپ پر سلام کہے گا، اس پر سلامتی اتاروں گا۔ یہ سن کر میں نے سجدہ شکر ادا کیا۔''

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم :550/1، وسندهٗ حسنٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا أَعْلَمُ فِي سَجْدَةِ الشُّكْرِ أَصَحَّ مِنْ هٰذَا الْحَدِيثِ .

''سجدہ شکر کے متعلق اس سے زیادہ صحیح حدیث میرے علم میں نہیں۔''

❁ سفر سے واپسی کی دعا کے الفاظ (سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا) کی شرح میں علامہ ابن رسلان رحمہ اللہ (۸۴۴ھ) لکھتے ہیں:

شُكْرًا لِّنِعْمَتِهٖ عَلَيْنَا سَجْدَةَ الشُّكْرِ .

''ہم نعمت ملنے پر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر بجالاتے ہیں۔''

(شرح سنن أبي داود : 85/12)

ثابت ہوا کہ سجدہ شکر مشروع ومستحب ہے۔

❁ فقہ حنفی میں ہے:

سَجْدَةُ الشُّكْرِ لَا عِبْرَةَ لَهَا عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی، وَهِيَ مَكْرُوهَةٌ عِنْدَهُ، لَا يُثَابُ عَلَيْهَا، وَتَرْكُهَا أَوْلٰی، وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ وَمُحَمَّدٌ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰی: هِيَ قُرْبَةٌ، يُثَابُ عَلَيْهَا.

''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک سجدۂ شکر کا کوئی اعتبار نہیں۔ان کے نزدیک یہ سجدہ مکروہ ہے،اس پر کوئی ثواب نہیں ملتا، بلکہ اس کو چھوڑ دینا ہی بہتر ہے۔اس کے برعکس امام ابو یوسف اور محمد بن حسن شیبانی رحمہما اللہ کا کہنا ہے کہ یہ نیکی کا کام ہے،اس پر ثواب ملتا ہے۔''

(فتاوی عالمگیری: 135/1، 136)

احناف اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے منسوب مذہب کے خلاف امام ابو یوسف اور امام محمد بن حسن شیبانی رحمہما اللہ کے مذہب کے مطابق فتویٰ دیتے ہوئے سجدۂ شکر کو مشروع ومستحب قرار دیتے ہیں اور یہی ان کے ہاں مفتیٰ بہ قول ہے۔

❁ علامہ حصکفی حنفی (۱۰۸۸ھ) لکھتے ہیں:

سَجْدَةُ الشُّكْرِ مُسْتَحَبَّةٌ بِهٖ يُفْتٰی.

''سجدہ شکر مستحب ہے،اسی پر فتویٰ ہے۔''

(الدّرُ المختار، ص 105)

سجدہ شکر کے لیے وضو ضروری نہیں، بے وضو بھی سجدہ شکر کیا جا سکتا ہے،اس کے لیے قبلہ کی طرف متوجہ ہونا بھی ضروری نہیں،کسی بھی سمت کیا جا سکتا ہے۔اس میں تکبیر اور سلام

نہیں، اگر تکبیر کہہ دے، تو کوئی حرج نہیں۔

❁ **ابو قلابہ اور محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:**

إِذَا قَرَأَ الرَّجُلُ السَّجْدَةَ فِي غَيْرِ صَلَاةٍ قَالَ : اللّٰهُ أَكْبَرُ .

''اگر کوئی شخص نماز کے علاوہ سجدہ تلاوت کرے، تو تکبیر کہے۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : 4186، وسندهٗ صحيحٌ)

(سوال): کیا فرض نماز میں آیت سجدہ تلاوت کی جا سکتی ہے؟

(جواب): جی ہاں، فرض نماز میں آیت سجدہ تلاوت کی جا سکتی ہے اور اس پر سجدہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ بعض لوگ بغیر دلیل کے آیات سجدہ کو فرائض میں مکروہ خیال کرتے ہیں۔

❁ **سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:**

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْجُمُعَةِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ ﴿الم تَنْزِيلُ السَّجْدَةَ﴾، وَ﴿هَلْ اَتٰى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ﴾ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن نماز فجر میں سورت سجدہ اور سورت دہر کی تلاوت کیا کرتے تھے۔''

(صحيح البخاري : 891؛ صحيح مسلم : 880)

سورت سجدہ میں آیت سجدہ موجود ہے۔

(سوال): کیا سجدہ تلاوت کی جگہ رکوع کیا جا سکتا ہے؟

(جواب): سجدہ تلاوت کی جگہ رکوع کرنا ناجائز ہے۔ جب شریعت نے سجدہ مشروع کیا ہے، تو اسے رکوع میں تبدیل کرنا بے دلیل ہے۔

(سوال): سحاق کا کیا حکم ہے؟

(جواب): عورتوں کا ایک دوسرے سے جنسی تسکین حاصل کرنا ''سحاق'' کہلاتا ہے۔

اسلام دین فطرت ہے، اسلام نے ہر اس عمل سے منع کیا ہے، جو دل کو پراگندہ کردے اور انسانی وقار کو مجروح کرے، ایک عورت کا دوسری عورت سے خواہش پوری کرنا اسلام کی نظر میں انتہائی ناپسندیدہ فعل اور فحاشی ہے۔ اس پر تعزیر ہے۔

❁ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلٰى عَوْرَةِ الرَّجُلِ، وَلَا الْمَرْأَةُ إِلٰى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ، وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَّاحِدٍ، وَلَا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ.

''کوئی مرد کسی دوسرے مرد کی شرمگاہ کی طرف نہ دیکھے، اسی طرح کوئی عورت کسی دوسری عورت کی شرمگاہ کی طرف نہ دیکھے، مرد کسی مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں نہ لیٹے اور نہ عورت کسی دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے۔''

(صحیح مسلم: 338)

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقُوا أَنَّ سُحْقَ الْمَرْأَةِ لِلْمَرْأَةِ حَرَامٌ.

''اہل علم کا اجماع ہے کہ عورت کا عورت کے ساتھ غیر فطری تعلقات رکھنا حرام ہے۔'' (مراتب الإجماع، ص 131)

تنبیہ:

امام حسن بصری رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

إِنَّهُ كَانَ لَا يَرٰى بَأْسًا بِالْمَرْأَةِ تُدْخِلُ شَيْئًا، تُرِيدُ السِّتْرَ تَسْتَغْنِي بِهٖ عَنِ الزِّنٰى .

''آپ اس بات میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے تھے کہ عورت زنا سے بچنے کے لئے اپنی شرمگاہ میں کوئی چیز داخل کر لے اور پردہ چاہتی ہو۔''

(المحلّى لابن حزم : 404/12)

سند سخت ضعیف ہے، ابن جریج مدلس ہیں اور مبہم راوی سے بیان کر رہے ہیں۔

(سوال): بلندی پر چڑھنے یا اترنے کی کیا دعا ہے؟

(جواب): پہاڑ، سیڑھی یا کسی بھی بلند مقام پر چڑھتے وقت ''اللہ اکبر'' کہنا اور اُترتے وقت ''سبحان اللہ'' کہنا مشروع و مستحب ہے۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كُنَّا إِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا، وَإِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا .

''ہم اونچائی پر جاتے، تو ''اللہ اکبر'' کہتے اور اترتے تو ''سبحان اللہ'' کہتے۔''

(صحيح البخاري : 2993)

(سوال): درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَا شَاءَ اللّٰهُ، وَشِئْتَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَجَعَلْتَنِي وَاللّٰهَ عَدْلًا بَلْ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ .

''ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: جو اللہ چاہے اور جو آپ چاہیں۔ تو نبی

کریم ﷺ نے اسے فرمایا: آپ نے مجھے اور اللہ تعالیٰ کو برابر کر دیا، بلکہ وہی ہوگا، جو اللہ چاہے گا۔''

(مسند الإمام أحمد : 1839)

(جواب): اس حدیث کی سند حسن ہے۔ اجلح بن عبداللہ کندی ''حسن الحدیث'' ہے۔

۞ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الْأَكْثَرُ عَلٰى تَوْثِيْقِهٖ .

''اکثر محدثین نے اس کی توثیق کی ہے۔''

(مَجمع الزّوائد :189/1)

فائدہ:

أَجَعَلْتَنِي لِلّٰهِ نِدًّا کے الفاظ ثابت نہیں۔ جس روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں، اس میں سفیان ثوری کا عنعنہ ہے۔ دیگر ثقات یہ الفاظ بیان نہیں کرتے۔

(سوال): شوارب کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(جواب): ''شارب'' سے مراد مونچھوں کے وہ بال ہیں، جو اوپر والے ہونٹ سے نیچے آ جائیں اور عموما کھانے پینے والی چیز سے مَس ہوں۔ چالیس دن سے پہلے پہلے مونچھیں کاٹنا ضروری ہے، اس سے زیادہ تاخیر کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔ مونچھیں بڑھانا ممنوع ہے۔ خلاف فطرت عمل ہے۔ کفار سے مشابہت ہے۔ مونچھیں کاٹنے کا حکم ہے۔ بڑی بڑی مونچھیں رکھنا اسلامی تہذیب کے منافی ہے۔

افسوس سے لکھنا پڑ رہا ہے کہ کتنے لوگ بڑی بڑی مونچھیں رکھتے ہیں، ہر وقت انہیں تاؤ دیتے رہتے ہیں، حتی کہ انہیں اس حالت میں موت آ جاتی ہے، ان کے مرنے کے بعد ان

کی مونچھیں کاٹی جاتی ہیں۔کاش مسلمان اپنا ظاہر شریعت کے مطابق کر لیں۔ ہر وقت اپنے آپ کو موت کے لیے تیار رکھیں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

الْفِطْرَةُ خَمْسٌ، أَوْ خَمْسٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ الْخِتَانُ، وَالِاسْتِحْدَادُ، وَنَتْفُ الْإِبِطِ، وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ .

''پانچ چیزیں فطرت ہیں؛ ختنہ کروانا، لوہے کا استعمال (زیر ناف بالوں کی صفائی کے لئے)، بغلوں کے بال اکھاڑنا، ناخن کاٹنا اور مونچھیں پست کرنا۔''

(صحيح البخاري : 5889، صحيح مسلم : 257)

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ، وَفِّرُوا اللِّحٰى، وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ .

''مشرکین کی مخالفت کریں، داڑھی بڑھائیں اور مونچھیں پست کریں۔''

(صحيح البخاري : 5892 ، صحيح مسلم : 259)

❁ ایک روایت میں ہے:

خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ أَحْفُوا الشَّوَارِبَ، وَأَوْفُوا اللِّحٰى .

''مشرکین کی مخالفت کریں، مونچھیں پست کریں اور داڑھی بڑھائیں۔''

(صحيح مسلم : 259)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جُزُّوا الشَّوَارِبَ، وَأَرْخُوا اللِّحٰى خَالِفُوا الْمَجُوسَ .

''مونچھیں کاٹ کر اور داڑھی بڑھا کر مجوس کی مخالفت کریں۔''

(صحیح مسلم: 260)

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

وُقِّتَ لَنَا فِي قَصِّ الشَّارِبِ، وَتَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ، وَنَتْفِ الْإِبِطِ، وَحَلْقِ الْعَانَةِ، أَنْ لَّا نَتْرُكَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیں لینے، ناخن کاٹنے، بغلوں کے بال اکھاڑنے اور زیر ناف بال صاف کرنے کی آخری حد چالیس دن رکھی ہے کہ اس سے زیادہ تاخیر نہ کی جائے۔''

(صحیح مسلم: 258)

(سوال): مندرجہ ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

''ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر سے گم پایا۔ آپ کی تلاش میں نکلی، دیکھا کہ آپ بقیع میں ہیں اور سر مبارک آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے ہیں۔ بعدازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ اندیشہ محسوس کرتی ہیں کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر ظلم کریں گے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ایسی کوئی بات نہیں، میرا گمان تھا کہ آپ کسی دوسری بیوی کے ہاں تشریف لے گئے ہوں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَغْفِرُ لِأَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ .

''اللہ تعالیٰ پندرہ شعبان کی رات آسمانِ دنیا کی طرف نزول فرما کر کلب قبیلہ کی

بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ انسانوں کی مغفرت فرماتے ہیں۔''

(سنن التّرمذي : ٧٣٩، سنن ابن ماجه : ١٣٨٩، مسند الإمام أحمد : ٢٣٨/٦، كتاب أحاديث النّزول للدارقطني : ١٣٠، مسند عبد بن حميد : ١٥٠٧، شعب الإيمان للبيهقي : ٣٨٢٤، العلل المتناهية لابن الجوزي : ٩١٥)

(جواب): اس روایت کی سند ضعیف ہے۔

① امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يُّضَعِّفُ هٰذَا الْحَدِيثَ وقَالَ : يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ لَّمْ يَسْمَعْ مِنْ عُرْوَةَ، وَالْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ يَّحْيَ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ .

''میں نے امام بخاری رحمہ اللہ کو اسے ضعیف قرار دیتے ہوئے سنا، نیز فرمایا: یحییٰ بن ابی کثیر نے عروہ سے اور حجاج بن ارطاۃ نے یحییٰ بن ابی کثیر سے سماع نہیں کیا۔''

(جامع التّرمذي، تحت الحديث : ٧٣٩)

② حجاج بن ارطاۃ جمہور کے نزدیک ''ضعیف'' اور ''مدلس'' ہے۔

③ یحییٰ بن ابی کثیر ''مدلس'' ہیں، جو ''عن'' سے روایت کر رہے ہیں۔

(سوال): شب برأت کی فضیلت کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

(جواب): پندرہ شعبان کی شب، جسے ''شب برأت'' کہا جاتا ہے، کی فضیلت میں کوئی حدیث ثابت نہیں۔

❀ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ (۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ حَدِيثٌ يُعَوَّلُ عَلَيْهِ، لَا فِي

فَضْلِهَا، وَلَا فِي نَسْخِ الْآجَالِ فِيهَا، فَلَا تَلْتَفِتُوا إِلَيْهَا .

''پندرہ شعبان کے بارے میں کوئی قابل اعتماد حدیث نہیں، نہ اس کی فضیلت کے بارے میں اور نہ اس رات میں موت کا فیصلہ کرنے کے بارے میں، لہٰذا ان روایات کی طرف التفات مت کریں۔''

(أحکام القرآن : 4/117)

(سوال): کیا شب برأت کو غسل کرنا مستحب ہے؟

(جواب): شب برأت کے غسل یا مخصوص عبادت کے بارے میں کچھ ثابت نہیں، لہٰذا اس رات غسل کرنے کو مستحب سمجھنا بدعت ہے۔

(سوال): ایک شخص کو شک پڑ گیا کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دی یا نہیں، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): شک کی بنا پر طلاق واقع نہیں ہوتی۔

(سوال): شک پڑا کہ وضو ٹوٹ گیا ہے یا نہیں ٹوٹا، کیا حکم ہے؟

(جواب): وضو کے بعد اگر وضو ٹوٹنے کا شک پڑے، تو اس شک کا اعتبار نہ ہوگا، تاآنکہ وضو ٹوٹنے کا یقین ہو جائے، کیونکہ شک سے یقین زائل نہیں ہوتا۔

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ مَنْ تَيَقَّنَ الطَّهَارَةَ وَشَكَّ فِي الْحَدَثِ حُكِمَ بِبَقَائِهِ عَلَى الطَّهَارَةِ .

''جس شخص کو باوضو ہونے کا یقین ہو اور بے وضو ہونے کا شک ہو، تو (اس حدیث کی رو سے) حکم یہ ہے کہ اس کا وضو باقی ہے۔''

(شرح صحیح مسلم : 4/49)